اسلامی تعزیرات

اوران کے نفاذ کے اصول وآداب فقہ اسلامی کی روشنی میں

مولانا محمد جرجیس کریمی

اسلام نے جرائم کے انسداد کے لیے حدود وقصاص کی دفعات قائم کی ہیں لیکن ان کے نفاذ کے لیے جو شرائط مقرر کی گئی ہیں بعض اوقات وہ مجرم کے اندر مکمل طور پر نہیں پائی جاتیں کیا ایسی صورت میں اس کو آزاد چھوڑ دیا جائے یا اس کے جرم کے مطابق اس کو سزا دی جائے شریعت اسلامیہ کے نزدیک مجرم بہر حال سزا کا مستحق ہے تاکہ جرائم سے معاشرہ پاک ہو۔ اگر مجرم نے جملہ شرائط کے ساتھ جرم کیا ہے تو اس پر مقررہ حد کا نفاذ ہوگا دوسری صورت میں اس کی تعزیر کی جائے گی ذیل میں اسلامی تعزیرات اوران کے اصول وآداب بیان کیے جارہے ہیں ۔اس سے موجودہ دور کے قوانین سے ان کا موازنہ بھی کیا جاسکتا ہے اوران قوانین میں جو خامیاں پائی جاتی ہیں ان کے دور کرنے میں ان سے فائدہ بھی اٹھایا جاسکتا ہے ۔

تعزیر کا مقصد

حدود وقصاص کے نفاذ کی جو شرعی حکمتیں ہیں وہی تعزیرات کے نفاذ میں بھی ہیں۔فقہاء نے ان حکمتوں کو مختلف الفاظ میں بیان کیا ہے ۔

علامہ زیلعی فرماتے ہیں کہ تعزیر کا مقصد زجر ہے[1]

زجر کے معنی مجرم کو اعادۂ جرم سے باز رکھنے یا دوسروں کو عبرت دلانے کے ہیں ۔یہ مقصد جتنی تعزیر سے حاصل ہو جائے اسی قدر تعزیر کی جائے گی۔ بے جا اور غیر ضروری طور پر مجرم کی تعزیر سے شریعت نے ممانعت کی ہے مثال کے

کسی سرزمین پر ایک حد کے نفاذ کی برکت وہاں چالیس روز نازل ہونے والی بارش کی برکت سے بہتر ہے

طور پر اگر مجرم زبانی تنبیہ سے جرم سے باز آجائے یا معمولی مارپیٹ سے اسے اپنی غلطی کا احساس ہوجائے یا قید و بند کے ذریعہ وہ اعادہ جرم سے باز رہے تو اس پر مزید سختی کرنا جائز نہیں ہے [۲۵]

تعزیر کا ایک مقصد مجرم کی اصلاح ہے کہ وہ اپنی غلطی پر نادم ہوکر توبہ واستغفار کرلے چنانچہ اگر اسے قید کی سزا سنائی جائے اور وہ اپنے جرم سے توبہ کرلے تو اس کو آزاد کردیا جائے گا۔

تعزیر کا ایک مقصد یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اس کی دلداری کی جائے تاکہ مجرم کے خلاف اس کے دل میں جو نفرت وکدورت اور انتقامی جذبہ تھا وہ دور ہوجائے [۲۶]

تعزیر کی حد

شریعت نے مختلف جرائم پر تعزیر کا حکم دیا ہے لیکن اس نے اس کی تاکید کی ہے کہ کسی کو اتنی تعزیر کی جائے جتنی حقیقتاً ضرورت ہو غیر ضروری سختی اور بے جا تشدد اس کے مقصد کو فوت کردے گا چنانچہ ایسی تعزیر جس سے مجرم کا کوئی عضو تلف ہوجائے یا اس کی افادیت جاتی رہے یا اس کی جان کو خطرہ لاحق ہوجائز نہیں ہے [۲۷]

تعزیر کی قسمیں

تعزیر کی مختلف صورتیں شریعت میں بیان کی گئی ہیں جن میں جسمانی سزا، مالی سزا قید وبند، شہر بدری اور جرمانہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں جسمانی سزاؤں میں تعزیراً مجرم کو جان سے ختم کردینا اور کوڑوں کی سزا اہم ہے ذیل میں ان صورتوں پر قدرے تفصیل سے روشنی ڈالی جاتی ہے۔

قتل بطور تعزیر

اسلام میں سزا کے طور پر مجرم کو جان سے ختم کردینا حدود و قصاص میں تو جائز

ہے لیکن تعزیر کے طور پر بھی ایسا کیا جا سکتا ہے؟ امام ابوحنیفہ کے نزدیک قتل مثقل (غیر دھار دار ہتھیار سے قتل کرنا مثلاً لاٹھی، پتھر وغیرہ سے) اور لواطت کے مجرم کو اگر اس نے باصرار اس کا ارتکاب کیا ہو تو تعزیراً قتل کر دیا جائے گا۔ اسی طرح ذمیوں میں جو شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں دشنام طرازی کرے یا باصرار چوری کا مرتکب ہو تو اس کو قتل کی سزا دی جائے گی اس طرح جادوگر اور زندیق کو بھی تعزیراً قتل کیا جا سکتا ہے۔ امام مالک کے نزدیک اسلامی ریاست کے خلاف جاسوسی کرنے والے، بدعات وخرافات کی دعوت دینے والے اور قدریہ کے عقائد کو قبول کرنے والے کو تعزیراً قتل کیا جائے گا۔ امام شافعی کے نزدیک بدعت ایجاد کرنے اور لواطت کے مرتکب کو جان سے ختم کیا جا سکتا ہے خواہ وہ شادی شدہ ہو یا نہ ہو فقہاء حنابلہ میں بعض کے نزدیک جاسوس اور بعض کے نزدیک بدعت کے موجد کو قتل کیا جا سکتا ہے[۴] ان فقہاء نے درج ذیل نصوص سے استدلال کیا ہے۔

عن دیلم الحمیری قال سألت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ انا بارض باردۃ لنعالج فیہا عملا شدیداً وانا نتخذ شرابا من القمح نتقوی بہ علی اعمالنا وعلی برد بلادنا فقال ھل یسکر قلت نعم، قال اجتنبوہ فقلت فان الناس غیر تارکیہ قال فان لم یترکوہ فقاتلوھم۔[۵]	حضرت دیلم حمیری سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریمؐ سے سوال کیا کہ ہم لوگ ایک سرد علاقے میں رہتے ہیں جہاں ہمیں سخت جفاکشی کرنی ہوتی ہے چنانچہ ہم وہاں گیہوں کی شراب بناتے ہیں اور اسے استعمال کر کے طاقت حاصل کرتے اور سردی میں گرمی حاصل کرتے ہیں تو کیا یہ جائز ہے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ کیا اس سے نشہ کی کیفیت پیدا ہوتی ہے میں نے جواب دیا جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا پھر اس سے پرہیز کرو۔ میں نے کہا کہ لوگ اسے چھوڑیں گے نہیں آپؐ نے فرمایا اگر لوگ نہ چھوڑیں تو ان سے قتال کرو۔

اس حدیث سے فقہاء نے استدلال کیا ہے کہ تین بار تعزیر کے باوجود کوئی شخص چوتھی بار بھی شراب نوشی کا ارتکاب کرے تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لایحل دم امری مسلم یشھد ان لا الہ الا اللہ الا باحدی ثلاث الثیب الزانی والنفس بالنفس والتارک لدینہ المفارق للجماعة[۶]	آپؐ نے فرمایا کسی مسلمان کا جو گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو اس کا خون حلال نہیں ہوگا مگر تین وجوہ سے ایک یہ کہ اس نے شادی شدہ ہوکر زنا کا ارتکاب کیا ہو لہٰذا اسے رجم کر دیا جائے گا اور دوسرے یہ کہ اس نے کسی کا قتل کر دیا ہو لہٰذا قصاص کے طور پر اسے بھی قتل کر دیا جائے گا۔ تیسرے یہ کہ وہ اپنے دین اور جماعت سے الگ ہوگیا ہو چنانچہ ایسی صورت میں بھی اسے قتل کر دیا جائے گا۔

ایک اور حدیث میں ارشاد نبوی ہے۔

من اتاکم وامرکم جمع علی رجل واحد یرید ان یسق عصاکم او یفرق جماعتکم فاقتلوہ[۷]	تمہارا شیرازہ متحد ہو اور کوئی شخص اس میں انتشار پیدا کرنا چاہے تو اس کو اس کو قتل کر دو۔

مسلمانوں کی دو جماعتوں میں اختلاف پیدا ہو جائے تو ان میں مصالحت کا حکم دیا گیا اور اس کے باوجود اگر وہ صلح پر آمادہ نہ ہوں تو ان کے خلاف جنگ کا حکم دیا گیا ہے اس سے بھی تعزیراً قتل کی سزا کا ثبوت ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وَإِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَأَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى فَقَاتِلُوْا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ	اگر مسلمانوں کی دو جماعت آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو اور اگر ان میں سے کوئی بغاوت پر اتر آئے تو اس کے خلاف جنگ کر دیہاں تک کہ وہ اللہ

اِلٰى اَمْرِ اللّٰهِ (الحجرات: ۹) حکم کی طرف پلٹ آئے۔

کوڑوں کی سزا

زنا، بہتان تراشی اور شراب نوشی میں مجرم کو کوڑوں کی سزا کا ثبوت قرآن و حدیث میں موجود ہے لیکن کیا تعزیر میں بھی کوڑوں کی سزا دی جا سکتی ہے۔؟ اس بارے میں فقہاء کی رائے یہ ہے کہ تعزیر میں کوڑوں کی سزا دی جا سکتی ہے۔ اس کے ثبوت میں انھوں نے مختلف دلائل پیش کیے ہیں۔ جیسے قرآن میں بیوی کی نافرمانی پر شوہر کو اسے مارنے کی بھی اجازت دی گئی ہے۔ اسی طرح رسول کریمؐ کا ارشاد ہے کہ کسی کو حدود کے علاوہ کوڑے کی سزا دی جائے تو دس کوڑے سے زیادہ نہ مارے جائیں۔ فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ تعزیراً کوڑے کی سزا دی جا سکتی ہے۔ علامہ کاسانی فرماتے ہیں کہ "جن جرائم میں حدود مقرر نہیں ہیں ان میں حاکم وقت یا قاضی کو اختیار ہے چاہے مار کی سزا دے یا قید و بند کی یا ڈانٹ پھٹکار پر اکتفا کرے جبکہ جن جرائم کی حدود مقرر ہیں ان پر اگر کسی وجہ سے مقررہ حد کا نفاذ نہ ہو سکے تو مجرم کی تعزیر کی جائے گی جس میں کوڑے کی سزا بھی شامل ہے"[۱۶]

کوڑوں کی حد

تعزیری سزاؤں میں کوڑوں کی حد کیا ہو گی؟ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ فقہاء احناف کے نزدیک تعزیراً کوڑے کی سزا مقررہ حد کے بقدار نہ ہو امام ابوحنیفہ نے حد کا معیار غلام کی حد کو قرار دیا ہے جبکہ امام ابو یوسف نے آزاد کو معیار بنایا ہے۔ امام شافعی کے نزدیک غلام اور آزاد کو اس کی حیثیت کے مطابق تعزیر کی جائے گی یعنی غلام کو اتنے کوڑے نہیں لگائے جائیں گے کہ اس کی مقررہ حد کے مطابق ہو اور آزاد کو اس کی مقررہ حد کے مطابق سزا دی جائے گی چاہے وہ غلام کی حد سے زیادہ ہو۔ بعض فقہاء شافعیہ کے نزدیک اس کے اصل جرم کی حد کا لحاظ کیا جائے گا یعنی اگر زنا کا جرم ہے جس پر کسی وجہ سے مقررہ حد کا نفاذ نہ ہوا ہو تو اس میں اگرچہ سو کوڑے نہیں مارے جائیں گے لیکن اسّی کوڑے مارے جا سکتے ہیں اسی طرح اگر الزام تراشی کا

جرم ہے جس پر مقررہ حد کا نفاذ نہ ہو تو شراب نوشی کی جو سزا ہے اس سے زائد سزا دی جا سکتی ہے بعض فقہاء شافعیہ کے نزدیک دس کوڑے سے زیادہ تعزیر کی سزا نہیں دی جائے گی امام احمد بن حنبل کے نزدیک ہر جرم کی اصل حد کا لحاظ کیا جائے گا یعنی زنا کی سزا سو کوڑے ہیں تو اس میں ننانوے مارے جا سکتے ہیں علامہ ابن تیمیہ اور ابن قیم کے نزدیک مصلحت کے مطابق تعزیر کے کوڑوں میں کمی بیشی کی جائے گی امام مالک کے نزدیک مقررہ حد سے زیادہ کوڑے لگائے جا سکتے ہیں[۷]

کوڑوں کی کم سے کم حد

صاحب قدوری کہتے ہیں کم سے کم تین کوڑے مارے جائیں گے کیونکہ اس کے بغیر مجرم کی زجر و توبیخ نہیں ہو سکتی اکثر حنفی فقہاء کے نزدیک جتنے کوڑوں سے تعزیر کا مقصد حاصل ہو جائے اتنے ہی لگائے جائیں گے کم سے کم ایک اور زیادہ سے زیادہ انتالیس[۸] علامہ ابن قدامہ مقدسی فرماتے ہیں کہ تعزیر کی حد مقرر نہیں کی جا سکتی کیونکہ اگر اس کی حد مقرر کر دی جائے تو وہ تعزیر نہیں بلکہ حد ہو جائے گی آپؐ نے زیادہ سے زیادہ تعزیر کی سزا تو مقرر کی ہے لیکن کم سے کم سزا کی تعیین نہیں کی چنانچہ حسب ضرورت اس کا نفاذ کیا جائے گا[۹]

قید و بند

فقہی اصطلاح میں اس کا مطلب آدمی کی شخصی آزادی سلب کر لینے کے ہیں جس سے وہ اپنی مرضی کے مطابق نقل و حرکت سے قاصر رہے۔ فقہاء کا اس امر میں اختلاف ہے کہ کسی کو قید کی سزا دی جا سکتی ہے یا نہیں؟ بعض فقہاء نے اسے ناجائز کہا ہے۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ عہد نبویؐ اور خلیفہ اول کے دور تک کوئی قید خانہ موجود نہ تھا لہٰذا کسی کو اس کی سزا نہیں دی جا سکتی بعض فقہاء نے اس کو جائز قرار دیا ہے ان کی دلیل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع سے مختلف لوگوں کو ایک خاص مدت تک روکے رکھنے کا حکم دیا تھا اس کے علاوہ خلیفۂ اول کے علاوہ تمام خلفاء نے مجرموں کو قید کی سزا دی اور باقاعدہ قید خانہ قائم کیا۔ چنانچہ

جمہور فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ قید کے ذریعہ مجرم کی تعزیر کی جا سکتی ہے۔[۱۰]

فقہاء نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ بعض وقت مجرم کو صرف قید کر کے اس کی تعزیر کی جائے گی اور بعض وقت حسب ضرورت اس کے ساتھ دوسری سزاؤں کو بھی نافذ کیا جائے گا مثال کے طور پر اسے کوڑے بھی لگائے جائیں گے اور جرمانہ بھی عائد کیا جائے گا۔[۱۱]

قید کی قسمیں

قید کی دو قسمیں ہیں ایک مقررہ مدت تک کے لیے قید کرنا دوسرا غیر مقررہ مدت کے لیے قید کرنا غیر مقررہ مدت کی قید یہ ہے کہ مجرم کو تاحیات قید رکھا جائے، چاہے یہ اس کی اصلاح و تہذیب کے لیے ہو یا مصلحت عام کے پیش نظر ذیل میں دونوں قسموں کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

مقررہ مدت کی قید

فقہاء نے بعض جرائم میں قید کی مدت کا تعین نہیں کیا ہے مثلاً گالی گلوچ کرنے والے کو ضرورت کے مطابق قید کی سزا دی جائے۔ اسی طرح شراب کی خرید و فروخت یا سود کا لین دین کرنے والوں کو توبہ و استغفار تک قید میں رکھا جائے گا۔

بعض جرائم میں مدت قید کی تعیین فقہاء نے خود کر دی ہے جیسے جھوٹی گواہی دینے والے کو ایک سال کی قید کی سزا دی جائے گی اسی طرح اسلامی حکومت پر جو شخص بے جا نکتہ چینی کرے اسے ایک مہینہ کے لیے قید کیا جائے گا بعض فقہاء نے بیان کیا ہے کہ تعزیراً قید کی سزا دینا حاکم وقت یا قاضی کی صوابدید پر ہوگا چاہے اس کی مدت طویل ہو یا مختصر۔ بعض فقہاء کے نزدیک مجرم اور جرم کی نوعیت کے مطابق قید کی سزا دی جائے گی۔ بعض فقہاء کے نزدیک قید کی مدت ایک سال سے کم ہوگی بعض کے نزدیک کم سے کم پندرہ دن اور زیادہ سے زیادہ چار مہینے قید کی سزا دی جا سکتی ہے۔[۱۲]

غیر معینہ مدت کی قید

غیر معینہ مدت کی قید کے سلسلے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے بعض کے نزدیک پوری عمر مجرم کو قید کیا جا سکتا ہے بعض کے نزدیک اس کی مدت توبہ استغفار تک ہے۔ جن مجرمین کے لیے فقہاء نے عمر قید کی سزا تجویز کی ہے ان میں وہ مجرم بھی شامل ہیں۔ جن کے جرائم بھیانک قسم کے ہوں۔ جیسے کسی کو باندھ کر شیر کے سامنے چھوڑ دیا ہو یا کسی کو شدید دھوپ یا سخت سردی میں باندھ کر ڈال دیا ہو یہاں تک کہ اس کی موت ہو جائے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک شریعت میں لواطت کی کوئی حد مقرر نہیں ہے لہٰذا اس کے مرتکب کو سخت تعزیر کی جائے گی۔ یہ تعزیر عمر قید بھی ہو سکتی ہے۔ امام محمد کے نزدیک عورتوں یا بچوں کو دھوکہ دے کر گھر سے نکال لے جانے یا ان کو ان کے شوہر یا والدین کے خلاف بھڑکانے والے کو عمر قید کی سزا دی جائے گی امام احمد بن حنبل کے نزدیک بدعت ایجاد کرنے والے کو عمر بھر مقید رکھا جائے گا الا یہ کہ وہ توبہ کر لے[۱۳]

قید کی کیفیت

قید کی کیفیت کے بارے میں فقہاء نے بیان کیا ہے کہ قیدی کو آرام کرنے کے لیے نرم بستر دیا جائے گا نہ کسی کو اس کی خدمت کے لیے متعین کیا جائے گا اور نہ اس کو جنازہ، جماعت، جمعہ، حج یا کسی مریض کی عیادت کی اجازت ہوگی[۱۴]۔ جہاں تک اس سے خدمت لینے کا سوال ہے تو اس بارے میں شریعت میں کوئی ممانعت وارد نہیں ہے۔ لہٰذا اس سے خدمت بھی لی جا سکتی ہے۔

شہر بدری

اسلامی شریعت میں شہر بدری کی سزا حدود اور تعزیرات دونوں میں مشروع ہے۔ حدود میں زنا اور محاربہ کے مرتکب کو شہر بدری کی سزا دی جاتی ہے۔ فقہاء احناف کے نزدیک زنا میں شہر بدری کی سزا حد کے طور پر نہیں بلکہ تعزیر کے طور پر

دی جاتی ہے لہٰذا دیگر جرائم میں بھی تعزیراً یہ سزا دی جا سکتی ہے [۱۵]

شہر بدری کی نوعیت

شہر بدری کے لیے یہ شرط لگائی جاتی ہے کہ اس کی دوری اتنی ہو کہ جتنی دوری میں نمازیں قصر جائز ہے امام احمد بن حنبل کے نزدیک مسافت کی قید ضروری نہیں ہے ۔ اسحاق بن راہویہ کے نزدیک ایک شہر سے دوسرے شہر بھیج دینا کافی ہوگا بعض فقہاء کے نزدیک شہر بدری دارالاسلام سے دارالحرب کی طرف ہوگی بعض فقہاء کے نزدیک قید دراصل شہر بدری ہی کی ایک شکل ہے [۱۶]

مالی سزا

فقہاء کا اس بات پر اختلاف ہے کہ مال کے ذریعہ مجرم کی تعزیر کی جا سکتی ہے یا نہیں ۔ امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک یہ درست نہیں ہے ۔ امام ابو یوسف کے نزدیک کوئی مصلحت پیش نظر ہو تو درست ہے ۔ امام شافعی، امام احمد اور امام مالک کے نزدیک مالی سزائیں بدنی سزاؤں کے مثل ہیں اگر شرعی احکام کی خلاف ورزی نہ ہو تو مالی سزا درست ہے دوسری صورت میں درست نہیں ہے علامہ ابن تیمیہ کے نزدیک مالی سزا درست ہے ۔ فرماتے ہیں اس بارے میں مستند دلائل موجود ہیں [۱۷]

مجرم سے مال لینے کی نوعیت

تعزیر کے طور پر مجرم سے مال لینے کے معنی یہ ہیں کہ قاضی یا حاکم وقت وہ مال اپنے پاس رکھے پھر جب مجرم کی اصلاح ہو جائے یا وہ توبہ کرلے تو اسے واپس کردے لیکن اگر وہ اپنی اصلاح یا توبہ پر آمادہ نہ ہو تو وہ مال سرکاری خزانے میں داخل کرلیا جائے ۔ مجرم سے لیے گئے مال کی تین قسمیں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ وہ مال حرام اشیاء پر مبنی ہو جیسے شراب آلاتِ رقص و سرود یا اصنام وغیرہ اس بارے میں فقہاء کا خیال ہے کہ ان کو ضائع کر دیا جائے گا ۔ دوسرے یہ کہ وہ مال ایسا ہو کہ

اسے تبدیل کیا جا سکتا ہو۔ جیسے کھیل کود کا سامان روپے اور کرنسی وغیرہ۔ اس سلسلے میں فقہاء کی رائے ہے کہ ان کو ضائع نہ کیا جائے بلکہ انھیں تبدیل کر لیا جائے۔ تیسرے یہ کہ وہ غیر منقولہ مال ہو جیسے زمین مکان وغیرہ اس بارے میں فقہاء کی رائے ہے کہ ان پر قبضہ کر لیا جائے[۱۸]

جرمانہ کی مقدار

شریعت میں جرمانہ کو ایک مستقل سزا کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے تاہم اس کے ساتھ دوسری سزائیں بھی نافذ کی جا سکتی ہیں۔ جرمانہ کی کم یا زیادہ کسی مقدار کا تعین نہیں کیا گیا ہے۔ لہٰذا حسب مصلحت جرمانہ عائد کیا جا سکتا ہے[۱۹]

تعزیر کی بعض دیگر صورتیں

شریعت نے تعزیر کے طور پر دی جانے والی جسمانی اور مالی سزاؤں کے علاوہ بعض دیگر کم تر درجے کی سزائیں بھی مقرر کی ہیں۔ ذیل میں اختصار کے ساتھ انھیں بیان کیا جا رہا ہے۔

بازپرس: قاضی یا حاکم وقت کو اختیار ہے کہ وہ مجرم سے اس کے جرم کے بارے میں بازپرس کرے یا اس کے نام نوٹس جاری کرے یا اس کو اپنی صفائی پیش کرنے کے لیے عدالت میں حاضر ہونے کا حکم دے۔ یہ سب تعزیر کی مختلف شکلیں ہیں۔ شریعت نے ان کی اجازت دی ہے۔

تنبیہ: اللہ تعالیٰ نے شوہر کو بیوی کی نافرمانی پر اس کو تنبیہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس سے فقہاء نے استدلال کیا ہے کہ تنبیہ کے ذریعہ بھی مجرم کی تعزیر کی جا سکتی ہے۔ تنبیہ سے مراد یہ کہ غلطی کرنے والے کو ٹوکا جائے کہ اس سے غلطی سرزد ہوئی ہے۔ ایسی غلطی نہیں ہونی چاہیے[۲۱] تنبیہ کی ایک صورت یہ ہے کہ مجرم کی ڈانٹ پھٹکار کی جائے۔ ڈانٹ پھٹکار کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں جیسے قاضی کا مجرم کی طرف سے چہرہ پھیر لینا یا اس کو غضب ناک آنکھوں سے دیکھنا یا اس کو عدالت سے باہر نکال دینا یا اس کو سخت سست کہنا یا اہانت آمیز جملے استعمال کرنا۔ وغیرہ[۲۲]

سماجی مقاطعہ: عہد نبوی میں غزوہ تبوک میں شرکت نہ کرنے کی وجہ سے تین صحابیوں کا بائیکاٹ کیا گیا تھا (التوبہ ۱۱۸) اس سے فقہاء نے استدلال کیا ہے کہ اگر مصلحت کا تقاضا ہو تو مجرم کا بائیکاٹ کیا جائے گا اور اس سے میل جول لین دین یا دیگر سماجی معاملات و تعلقات منقطع کر لیے جائیں گے [۲۳]

معزولی: شریعت میں تعزیر کے طور پر کسی شخص کو اس کے عہدہ منصب یا ملازمت سے معزول کر دینا بھی جائز ہے۔ آفیسر کی شراب نوشی، بدعہدی، خیانت، غبن، رشوت خوری، اقرباپروری، رعایا پر ظلم، میدانِ جنگ سے فرار اپنے عہدے کا غلط استعمال جیسے جرائم میں معزولی کی سزا دی جائے گی [۲۴]

معزولی مستقل سزا کے طور پر بھی ہو سکتی ہے اور اضافی سزا کے طور پر بھی۔

تشہیر: مجرم کی تشہیر بھی تعزیر کی ایک صورت ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ مجرم کو پبلک مقامات پر ایک مجرم کی حیثیت سے متعارف کرایا جائے تاکہ اس کو اپنی غلطی کا احساس ہو اور دوسروں کو عبرت ملے۔ بعض فقہاء کا خیال ہے کہ مجرم کے چہرے پر سیاہی پوت دی جائے اور اس کو سواری پر الٹا بٹھا کر بازار میں گھمایا جائے۔

تعزیرات میں تشہیر کی سزا جھوٹی گواہی دینے والے، چور، فساد پر آمادہ کرنے بداخلاقی پھیلانے، دوسروں پر ظلم و زیادتی کرنے والے اور مردہ جانوروں کا گوشت بیچنے والے کو دی جائے گی [۲۵]

تعزیری سزاؤں کا نفاذ اور قاضی کا فیصلہ

اوپر تعزیری سزاؤں کی مختلف صورتیں بیان کی گئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت میں اس معاملے میں کافی تنوع اور وسعت ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان کا نفاذ کس طرح ہو اور کس مجرم کے لیے کس طرح کی سزا کا انتخاب کیا جائے اس بارے میں فقہاء نے بنیادی طور پر دو باتیں بتائی ہیں ایک یہ کہ ان کا نفاذ قاضی کی صواب دید پر ہوگا یعنی حسب ضرورت وہ کسی بھی سزا کو نافذ کر سکتا ہے دوسرے یہ کہ قاضی کی صواب دید کے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ جیسے چاہے حکم نافذ کر دے بلکہ اس کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ شریعت کے احکام سے واقف ہو اور اس کے اندر اجتہاد

کی صلاحیت موجود ہو۔[۲۶]

تعزیری جرائم

اوپر کی تفصیلات تعزیری سزاؤں کی مختلف صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ اب ان جرائم کا تذکرہ کیا جارہا ہے جن پر ان سزاؤں کا نفاذ ہوتا ہے۔

تعزیر کے نفاذ کی صورتیں

فقہاء نے بیان کیا ہے کہ ہر وہ فعل جو معصیت ہو اور اس پر حد یا کفارہ مقرر نہ ہو تو اس پر تعزیر کی جائے گی۔ تعزیر کے نفاذ کی دوسری صورت یہ ہے کہ مقررہ حد کے نفاذ کے لیے شریعت میں جو شرائط مقرر کی گئی ہیں وہ مکمل طور پر موجود نہ ہوں لہٰذا چنانچہ واجب (مثلاً نماز روزہ زکوٰۃ وغیرہ) کا ترک کرنے والا یا حرام (مثلاً خیانت) کا ارتکاب کرنے والا بھی تعزیر کا مستحق ہوگا اور چوری، زنا، شراب نوشی کے ان مجرموں پر بھی تعزیر کی سزا نافذ کی جائے گی جن پر کسی وجہ سے مقررہ حد نافذ نہ ہوسکی ہو۔ ذیل میں اس کو قدرے تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے۔

قتل میں تعزیر کی صورتیں

شریعت میں قتل کی سزا قصاص مقرر کی گئی ہے لیکن اس کے نفاذ کے لیے جو شرائط بیان کی گئی ہیں اگر ان میں سے کوئی شرط مفقود ہو یا قاتل کو معاف کردیا جائے تو ایسی صورت میں قاتل کی تعزیر کی جائے گی۔ امام مالک، لیث اور اہل مدینہ کے نزدیک اس کی تعزیر سو کوڑے اور ایک سال کی قید کی ہے۔ امام شافعی، احمد اور اسحاق کے نزدیک تعزیر جائز نہیں ابو ثور کے نزدیک اگر قاتل شر و فساد میں مشہور ہو تو حاکم وقت مناسب تعزیر کرسکتا ہے۔ اسی طرح فقہاء نے کہا ہے کہ قتل شبہ عمد کی صورت میں تعزیر کی جائے گی[۲۷] قتل سے کم تر جرائم جیسے زخم، ٹوٹ پھوٹ یا کوئی عضو تلف کردینے کی صورت میں بھی تعزیر کا نفاذ کیا جائے گا۔ قتل خطا یا اس سے کم تر جرم پر تعزیر ہوگی یا نہیں؟ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے امام ابو حنیفہ

کے نزدیک زخم اگر بھر جائے اور وہاں کوئی نشانی باقی نہ رہے تو اس پر تعزیر نہ کی جائے گی۔
تھپڑ، گھونسہ، کوڑے اور لاٹھی سے مارنے کی صورت میں جبکہ اس سے کوئی عضو تلف ہوا ہو نہ زخم آیا ہو تو زیادہ تر فقہاء کے نزدیک قصاص کے بجائے تعزیر کی جائے گی۔ بعض مالکی فقہاء کے نزدیک کوڑے کی مار پر قصاص لیا جائے گا اگرچہ اس سے کوئی زخم نہ آیا ہو۔ البتہ تھپڑ اور لاٹھی سے مارنے پر قصاص نہیں ہے الا یہ کہ اس سے انسان زخمی ہو جائے امام ابن قیم اور بعض دوسرے حنبلی فقہاء کے نزدیک تھپڑ میں بھی قصاص ہے۔[۲۹]

زنا میں تعزیر کی صورتیں

زنا کی سزا سو کوڑے یا رجم ہے۔ لیکن اس مقررہ سزا میں دو وجوہ سے تخفیف ہوسکتی ہے ایک شبہ اور دوسرے مطلوبہ شرائط کا نہ پایا جانا ذیل میں اس کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

شافعی فقہاء کے نزدیک شبہ پیدا ہو جانے کی تین صورتیں ہیں۔

۱۔ محل میں شبہ پیدا ہو جائے جیسے حیض یا روزے کی حالت میں بیوی سے جماع کرنا کیونکہ بیوی شوہر کے لیے حلال ہے اور اس کا حق ہے کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائے چنانچہ اس صورت میں حد کا نفاذ نہ ہوگا البتہ تعزیر کی سزا دی جائے گی۔

۲۔ فاعل کے اندر شبہ پیدا ہو جائے۔ جیسے آدمی کا کسی عورت سے جماع کرنا یہ سوچ کر کہ وہ اس کی بیوی ہے اور بعد میں یہ انکشاف ہو کہ وہ اس کی بیوی نہیں تھی تو اس صورت میں بھی حد کا نفاذ نہ ہوگا بلکہ تعزیر کی جائے گی۔

۳۔ عقد میں شبہ پیدا ہو جائے جیسے بلا گواہ یا بلا ولی کے نکاح کی ہوئی عورت سے جماع کرنا یا متعہ کرنا، چونکہ بعض فقہاء نے ان صورتوں کو جائز قرار دیا ہے لہٰذا اختلاف کی وجہ سے ان میں شبہ پیدا ہو جاتا ہے اس لیے ان پر بھی حد نافذ نہیں ہوگی وہ بھی تعزیر کے مستحق ہیں۔

احناف کے یہاں شبہ پیدا ہو جانے کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ فعل میں شبہ پیدا ہو جائے جیسے تین طلاق شدہ یا بائنہ عورت سے

جماع کرنا اگر شوہر کو یہ خیال ہو کہ ان صورتوں میں بیوی سے جماع کرنا حرام نہیں ہے تو اس پر حد کا نفاذ نہیں ہوگا لیکن اگر اسے علم ہو کہ یہ حرام ہے تو حد کا نفاذ ہوگا۔

۲۔ محل میں شبہ پیدا ہو جائے جیسے کنایہ کے ذریعہ تین طلاق دی ہوئی عورت سے جماع کرنا چونکہ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ کنایہ کے ذریعہ طلاق درست ہے یا نہیں لہٰذا اس پر حد کا نفاذ نہیں ہوگا۔ محرمات سے نکاح کے سلسلے میں اکثر فقہاء کی رائے ہے اس پر حد نافذ کی جائے گی امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس پر حد کا نفاذ نہیں ہوگا بلکہ تعزیر کی جائے گی[۲۹]

مطلوبہ شرائط کا نہ ہونا: زنا کی مقررہ حد میں تخفیف کی ایک صورت یہ ہے کہ اس کے اثبات کے لیے جن شرائط کو لازمی قرار دیا گیا ہے وہ مکمل طور پر موجود نہ ہوں جیسے ایک شرط یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ عورت جس سے زنا کیا گیا زندہ ہو اس لیے اگر کوئی مردہ عورت سے مباشرت کرے تو وہ زنا شمار نہ ہوگا اور نہ اس پر حد نافذ کی جائے گی۔ لیکن اس قبیح فعل کے ارتکاب پر مجرم کی تعزیر ضرور کی جائے گی[۳۰] اسی طرح عمل جماع مرد کی طرف سے نہ ہو بلکہ کسی جانور مثلاً کتا یا بندر سے عورت نے وہ کام کرایا ہو تو اس صورت کو بھی زنا تصور نہیں کیا جائے گا اور اس پر حد جاری نہ ہوگی البتہ عورت کی تعزیر کی جائے گی۔ زنا کے اثبات کے لیے ایک شرط یہ ہے کہ وہ عورت کے قبل میں کیا گیا ہو لیکن اگر اس کے دبر میں جماع کیا جائے تو بعض فقہاء کے نزدیک وہ زنا نہیں بلکہ معصیت سمجھی جائے گی اور اس پر تعزیر کی جائے گی بعض فقہاء نے اس کو زنا میں شمار کیا ہے۔ اسی طرح نابالغ بچی یا بچے کا زنا بھی حد کا مستوجب نہ ہوگا۔[۳۱]

زنا سے کم تر افعال کے ارتکاب کو شریعت نے گناہ قرار دیا ہے لیکن اس پر حد کا نفاذ نہیں ہوگا بلکہ تعزیر کی جائے گی اسی طرح حیا سوز حرکات و سکنات کا ارتکاب جیسے سر عام شرمگاہ کھول دینا یا فساد انگیز اعمال جیسے کم سن بچے کو نامعلوم مقام پر لے جانا یا کسی کی بیوی کو اس کے شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے دوسری جگہ لے جانا معصیت تصور کیا جائے گا اور اس پر تعزیر کا نفاذ ہوگا مشت زنی کا بھی یہی حکم ہے۔ لیکن بعض فقہاء نے ناگزیر حالات میں اس کو جائز قرار دیا ہے[۳۲]

بہتان تراشی میں تعزیر کی صورتیں

جن شرائط کے ساتھ شریعت نے الزام تراشی پر حد قذف مقرر کی ہے اگر ان میں سے کوئی شرط مفقود ہو تو تعزیر کی جائے گی۔ مثلاً جس شخص پر زنا کا الزام لگایا گیا ہے اس میں 'احصان' کی شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے۔ وہ عاقل، بالغ، مسلم، پاک دامن اور آزاد نہ ہو تو الزام لگانے والے پر مقررہ حد کا نفاذ نہ ہوگا بلکہ اس کی تعزیر کی جائے گی اس طرح اگر جس پر الزام لگایا گیا ہے وہ مجہول ہو جیسے کہا جائے کہ فلاں کا بھائی زانی ہے جبکہ اس کے متعدد بھائی ہوں یا جیسے الزام صریح الفاظ کے بجائے اشاروں و کنایوں میں لگایا جائے تو ان صورتوں میں بھی حد جاری نہ ہوگی بلکہ تعزیر کی جائے گی۔ اسی طرح اگر مقذوف (جس پر الزام لگایا جائے) کے کسی عضو کی طرف زنا کا انتساب کیا جائے جیسے کہا جائے تیری انگلیوں نے زنا کیا، تیری ران نے زنا کیا یا کسی عورت سے کہا جائے کہ تیرے ساتھ زنا بالجبر کیا گیا یا نیند کی حالت میں تجھ سے زنا کیا گیا تو ان ساری صورتوں میں حد قذف نافذ نہ ہوگی بلکہ تعزیر کی جائے گی۔[۳۳]

گالی گلوچ میں تعزیر

گالی گلوچ کا معاملہ اگرچہ الزام تراشی سے مختلف ہے لیکن شریعت نے عزت نفس کے تحفظ کے لیے اس پر بھی تعزیر کی دفعات قائم کی ہیں جیسے اگر کسی مسلمان سے کہا جائے کہ تو یہودی، مجوسی، نصرانی، یہودی کا بیٹا، زندیق یا کافر کی اولاد ہے یا منافق فاجر یا خبیث ہے اسی طرح اگر اس سے کہا جائے تو شرابی خائن یا چور ہے اور حقیقت میں وہ ایسا نہ ہو تو ان ساری صورتوں میں مجرم کی تعزیر کی جائے گی۔[۳۴]

چوری میں تعزیر کی صورتیں

اسلام میں چوری کی سزا قطع ید مقرر ہے اور اس کے نفاذ کے لیے درج ذیل شرائط متعین کی گئی ہیں۔

۱۔ چوری خفیہ طور پر کی گئی ہو۔ چنانچہ اچکے یا جیب کتروں پر حد جاری نہ ہوگی بعض فقہاء کے نزدیک ان پر بھی حد کا نفاذ ہوگا۔

۲۔ چوری کی ہوئی چیز مال ہو دوسری صورت میں اس پر حد کا نفاذ نہ ہوگا جیسے کتا، چیتا، مردہ جانور، چڑیا، کھیل کود کے سامان، ڈھول باجا یا حرام اشیاء جیسے شراب سور یا کفن، کتابیں، مصحف ان ساری چیزوں کی چوری پر قطع ید کی سزا کے بجائے مجرم کی تعزیر کی جائے گی۔ درختوں میں لگے پھل اور کھیتوں کی فصل کی چوری پر تعزیر ہوگی بعض فقہاء کے نزدیک اگر اس کی حفاظت کا اہتمام کیا گیا ہو تو حد جاری ہوگی اسی طرح جلد خراب ہو جانے والی اشیاء جیسے سبزی، پھل، دودھ، لکڑی اور دوا کی چوری پر تعزیر کی سزا دی جائے گی امام شافعی کے نزدیک ہر اس چیز پر قطع ید ہے جو مباح الاصل ہو۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک اگر وہ جلد خراب ہو جانے والی چیز ہو تو صرف مباح الاصل ہونے سے سزا نافذ نہ ہوگی امام مالک کے نزدیک تمام کھائی جانے والی چیزوں پر قطع ید ہے جو مقررہ نصاب کی قیمت کے بقدر ہو۔

۳۔ مسروقہ مال چور کا نہ ہو چنانچہ بیت المال یا مال غنیمت کی چوری پر حد کا نفاذ نہ ہوگا کیونکہ اس میں چور کا حصہ بھی ہوتا ہے البتہ اس پر تعزیر کی جائے گی امام مالک کے نزدیک ان دونوں صورتوں میں حد نافذ ہوگی اسی طرح بیٹے کے مال یا مقروض کے مال کی چوری پر حد کا نفاذ نہ ہوگا بلکہ تعزیر کی جائے گی بعض فقہاء کے نزدیک بیٹے کے مال سے چوری مقررہ سزا کی مستوجب ہوگی۔

۴۔ مسروقہ مال حفاظت سے رکھا گیا ہو۔ فقہاء نے بیان کیا ہے کہ ہر چیز کی حفاظت کے لیے ایک جگہ مقرر ہے جیسے چوپایوں کے لیے اصطبل۔ پس اگر اس جگہ سے کوئی سونا چاندی یا نقدی چرا لے تو اس پر حد کا نفاذ نہیں ہوگا بلکہ تعزیر کی جائے گی۔ اس طرح ایسی جگہ جہاں سب کو داخل ہونے کی اجازت ہو جیسے دکان تو اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی۔ امام شافعی کے نزدیک اگر چور نے پہلے ہی سے چوری کی نیت کر رکھی ہو تو اس حد کا نفاذ ہوگا۔ اسی طرح صحرا یا جنگل سے کسی جانور کا بھگا لے جانا یا راستے سے کوئی چیز اٹھا لینا بھی مقررہ حد کا مستوجب نہ ہوگا امام ابو حنیفہ اور محمد کے نزدیک کفن چور کی تعزیر کی جائے گی۔ امام مالک اور شافعی کے نزدیک حد جاری کی جائے گی کیونکہ اس نے محفوظ جگہ (قبر) میں سے چوری کی ہے۔

۵۔مال مسروقہ نصاب کے بمقدار ہو۔ فقہاء کے درمیان نصاب کے تعین میں اختلاف ہے امام ابوحنیفہ کے نزدیک نصاب دس درہم، امام مالک کے نزدیک ربع دینار ابراہیم نخعی کے نزدیک چالیس درہم یا چار دینار ابن ابی لیلیٰ کے نزدیک پانچ درہم امام شافعی کے نزدیک ربع دینار ہے۔ اگر اس مقررہ نصاب سے کم کی مالیت کی چوری کی گئی ہو تو اس پر حد کا نفاذ نہیں ہوگا بلکہ تعزیر کی جائے گی۔ بعض وقت حد سرقہ کے نفاذ کی جملہ شرائط تو موجود ہوتی ہیں لیکن عملاً اس کو نافذ کرنا محال ہوتا ہے جیسے چور کے دونوں ہاتھ اور پیر پہلے سے کٹے ہوئے ہوں تو اس صورت میں بھی مجرم کی تعزیر کی جائے گی۔ چور نے ابھی چوری کا آغاز کیا تھا کہ وہ پکڑا گیا جیسے نقب لگا رہا تھا یا دروازہ کھول رہا تھا یا مال لے کر بھاگ رہا تھا کہ پکڑا گیا تو ان ساری صورتوں میں تعزیر کی سزا دی جائے گی۔ [۳۵]

ڈکیتی میں تعزیر کی صورتیں

دوسرے تمام حدود کی طرح ڈکیتی کی صورت میں بھی کچھ شرائط ہیں جن کی موجودگی ہی میں مجرم پر سزا کا نفاذ ہوگا دوسری صورت میں اس پر تعزیر کی جائے گی وہ شرائط یہ ہیں۔ مجرم بالغ ہو، مرد ہو، جس کے ساتھ ڈکیتی کی گئی ہے وہ مسلم یا ذمی ہو، ملکیت صحیح سے زبردستی مال حاصل کرنے کی کوشش کی گئی ہو، ڈکیتی کسی قریبی متعلق کے یہاں نہ کی گئی ہو۔ جس مال کو حاصل کرنے کی کوشش کی گئی ہو وہ ایسی ملکیت میں ہو جس میں کچھ شبہ نہ ہو۔ اس کی حفاظت کی گئی ہو۔ نصاب کے بقدر ہو اور واردات آبادی سے باہر کی گئی ہو اگر یہ شرائط موجود ہوں تو مقررہ حد کا نفاذ ہوگا ورنہ تعزیر کی جائے گی۔ بعض فقہاء نے عورت اور مرد کے درمیان کوئی تفریق نہیں کی ہے اسی طرح بعض فقہاء نے آبادی سے باہر ہونا ضروری نہیں قرار دیا ہے بلکہ ان کے نزدیک اگر آبادی کے اندر بھی واردات کی گئی ہو تب بھی حد کا نفاذ ہوگا ۔ڈکیتی کیا گیا مال نصاب کے بقدر ہو اس سلسلے میں بعض فقہاء کی رائے ہے کہ مجموعی طور پر مال نصاب کے بقدر ہونا ہی کافی ہے چاہے شرکاء کے درمیان تقسیم کی صورت میں مقررہ نصاب سے کم ہو جائے۔

مجرم نے جملہ شرائط کے ساتھ جرم کا ارتکاب کیا لیکن کسی وجہ سے وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکا تو اسی صورت میں بھی اس کی تعزیر کی جائے گی۔[۳۶]

بعض دیگر تعزیری جرائم

اوپر ان جرائم کی تفصیل بیان کی گئی جن کے لیے شریعت نے حد مقرر کی ہے۔ ان شرائط کی عدم موجودگی میں ان پر حد کا نفاذ تو نہ ہوگا البتہ تعزیر کی سزا دی جائے گی۔ ذیل میں بعض دیگر جرائم کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جن کے لیے شریعت نے کوئی حد مقرر نہیں کی ہے لہٰذا قاضی کی صوابدید کے مطابق تعزیر کا نفاذ ہوگا۔ وہ جرائم یہ ہیں:۔

جھوٹی گواہی دینا، جھوٹی خبریں پھیلانا، کسی کے گھر میں بلا اجازت داخل ہونا یا تاک جھانک کرنا، ہر وہ کام جن سے مصالح عامہ متاثر ہو یا ملک و ریاست کا امن و امان خطرے میں پڑ جائے، رشوت کا لین دین، ملازم کا اپنے فرائض منصبی میں عمداً کوتاہی کرنا، آفیسر کا اپنے عہدہ کا غلط استعمال کرنا، توہین عدالت کا مرتکب ہونا۔ مجرم قیدی کو بھگا لے جانا، جعلی نوٹ چھاپنا، سرکاری خزانہ یا بیت المال یا کسی دفتری امور پر مشتمل مہر بے جا طور پر استعمال کرنا، رمضان میں بلا عذر شرعی کے روزہ نہ رکھنا شرعی احکام کا مذاق اڑانا۔ مخرب اخلاق افعال کا ارتکاب کرنا، خرید و فروخت کی مقررہ قیمتوں سے زیادہ وصول کرنا، ذخیرہ اندوزی کرنا حرام اشیاء کا استعمال کرنا، ناپ تول میں کمی بیشی کرنا، غبن اور بدعنوانی میں ملوث ہونا ان سارے جرائم میں مجرم کی حسب ضرورت تعزیر کی جائے گی۔[۳۷]

بسا اوقات مصلحت کا تقاضا ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کی تعزیر کی جائے جنھوں نے کوئی جرم کیا تو نہیں ہے لیکن ان سے جرائم کا خطرہ ہے یا ان پر جرائم کے الزامات پہلے سے لگتے رہے ہیں چنانچہ شریعت نے اس صورت میں بھی تعزیر کو جائز قرار دیا ہے۔[۳۸]

تعزیرات کا نفاذ اور مجرم کی موت

کسی شخص پر تعزیر کا نفاذ کیا گیا جیسے کوڑے لگائے گئے یا قید کیا گیا یا شہر بدر کیا گیا اور اسی حالت میں اس کی موت واقع ہو گئی جب کہ تعزیر کا مقصد اس کی

۱۴ھ بدائع الصنائع ج ۷ ص ۱۷۴ ۱۵ھ حاشیہ ابن عابدین ج ۳ ص ۲۰۳

۱۶ھ المغنی ج ۸ ص ۱۶۶

۱۷ھ مجموعہ فتاوی ابن تیمیہ جمع وترتیب عبدالرحمان بن قاسم وابنہ محمد مطابع دار العربیۃ بیروت مجلد ۲۸ جزء ۸ الفقہ، کتاب الجہاد، بحث الحسبۃ ص ۱۱۰-۱۱۱ وحاشیہ ابن عابدین ج ۳ ص ۲۲۶

۱۸ھ ایضاً اور الفتاوی الہندیہ ج ۲ ص ۱۶۷ والبحر الرائق ج ۵ ص ۴۱

۱۹ھ ایضاً دیکھئے حوالہ اول میں ص ۱۱۸ ۲۰ھ بدائع الصنائع ج ۷ ص ۶۴

۲۱ھ السیاسۃ الشرعیۃ ص ۱۳۳ وحاشیہ ابن عابدین ج ۳ ص ۲۲۶

۲۲ھ الفتاوی الہندیہ ج ۲ ص ۱۶۷ ۲۳ھ السیاسۃ الشرعیۃ ص ۱۳۳

۲۴ھ ایضاً ۲۵ھ حاشیہ ابن عابدین ج ۳ ص ۲۶۵

۲۶ھ الفتاوی الہندیہ ج ۲ ص ۱۶۷، البحر الرائق ج ۵ ص ۴۱

۲۷ھ بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد لابن رشد القرطبی مکتبۃ ابن تیمیہ ۱۹۹۳ء ج ۲ ص ۴۹۴ البحر الرائق ج ۵ ص ۴۲ والتشریع الجنائی الاسلامی عبدالقادر عودۃ دار التراث مطبعۃ المدنی القاہرہ ج ۲ ص ۱۸۳

۲۸ھ المغنی ج ۷ ص ۶۸۹، ۶۹۲، ۷۰۲، ۷۲۳، ۷۸۸، والتشریع الجنائی ج ۲ ص ۲۶-۲۹۰ واعلام الموقعین عن رب العالمین لابن القیم الجوزیہ دار الجیل بیروت ج ۲ ص ۵ وبدائع الصنائع ج ۷ ص ۲۹۹

۲۹ھ الفتاوی الہندیہ ج ۲ ص ۱۵۰-۱۶۷ وبدائع الصنائع ج ۳ ص ۳۷-۳۴ والتشریع الجنائی ج ۲ ص ۳۶۳، ۳۵۹

۳۰ھ بدائع الصنائع ج ۳ ص ۳۴

۳۱ھ ایضاً والتشریع الجنائی الاسلامی ج ۲ ص ۳۷-۳۵۲ ۳۲ھ ایضاً

۳۳ھ بدائع الصنائع ج ۷ ص ۴۰ والاحکام السلطانیہ ص ۲۳۰-۲۲۹

۳۴ھ شرح فتح القدیر لابن ہمام ج ۴ ص ۲۱۳ وحاشیہ ابن عابدین ج ۳ ص ۲۶۲، ۲۶۰ والبحر الرائق ج ۵ ص ۴۴-۴۲

۳۵ھ المغنی ج ۸ ص ۲۸۶-۲۷۰ دیکھئے باب القطع فی السرقہ وبدائع الصنائع ج ۷ ص ۶۹-۶۵ والاحکام السلطانیہ ص ۲۲۷-۲۲۶

۳۶ھ ایضاً دیکھئے باب قطع الطریق ص ۳۰۲-۲۸۶ وص ۹۷ تا ۹۰ علی الترتیب

۳۷ھ السیاسۃ الشرعیۃ ص ۳۳-۱۳۲ مجموع فتاوی ابن تیمیہ ج ۸ جزء ۲۸ بحث الحسبۃ ص ۱۱۹-۱۱۶ الفتاوی الہندیہ ج ۲ ص ۱۷۰-۱۶۹ ۳۸ھ الفتاوی الہندیہ ج ۲ ص ۱۶۹ ۳۹ھ المغنی ج ۸ ص ۱۷-۲۱۶ ونیل الاوطار شرح منتقی الاخبار للعلامہ محمد بن علی ابن محمد الشوکانی ادارہ الطباعۃ المنیریۃ طبع دوم ۱۳۴۴ھ ج ۷ ص ۳۲۳

زندگی کو ختم کرنا نہیں تھا تو کیا اس پر تاوان لازم آئے گا امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے نزدیک اس کا تاوان نہیں دینا ہوگا امام شافعی کے نزدیک اس کا تاوان دینا ہوگا راجح قول کے مطابق اس کا تاوان دینا لازم نہیں ہوگا [۳۹]

حواشی ومراجع

۱ حاشیہ ردالمحتار علی الدر المختار لابن عابدین المطبعۃ العثمانیہ ج ۳ ص ۲۴۷ (دیکھئے حاشیہ کی عبارت وعلیہ مشایخنا زیلعی لان المقصود منہ الزجر)

۲ البحر الرائق شرح کنز الدقائق لابن نجیم دارالکتب العربیۃ الکبری ج ۵ ص ۱۴

۳ ایضاً اور الفتاوی الہندیہ (العالمگیریہ) المطبعۃ الکبری الامیریہ بولاق مصر طبع دوم ۱۳۱۰ھ ج ۲ ص ۱۶۷

۴ المغنی لابن قدامہ المقدسی مکتبۃ الریاض الحدیثۃ الریاض ج ۸ ص ۳۱۶

۵ السیاسۃ الشرعیۃ فی اصلاح الراعی والراعیۃ لابی العباس احمد ابن تیمیہ دارالشعب القاہرہ ۱۹۷۱ء ص ۱۳۵ دیکھئے بحث التعزیر۔

۵ الف سنن ابی داؤد، کتاب الاشربہ، باب ما جاء فی السکر۔

۵ ب صحیح مسلم، کتاب القسامہ والمحاربین والقصاص والدیات باب ما یباح بہ دم المسلم

۵ ج صحیح مسلم، کتاب الامارۃ باب حکم من فرق امر المسلمین وہو مجتمع

۶ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع لعلامہ علاء الدین الکاسانی مطبع الجمالیۃ مصر ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء ج ۷

۷ السیاسۃ الشرعیہ ص ۱۳۴ والاحکام السلطانیہ والولایات الدینیہ لابی الحسن علی بن محمد ابن حبیب الماوردی مطبعۃ مصطفی البابی الحلبی مصر طبع سوم ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء ص ۲۳۵-۲۳۶

۸ البحر الرائق ج ۵ ص ۴۸-۴۷

۹ المغنی ج ۸ ص ۳۲۵

۱۰ اس سلسلے میں اوپر دیئے گئے حوالے ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔

۱۱ البحر الرائق ج ۵ ص ۴۴-۴۵

۱۲ الاحکام السلطانیہ ص ۲۳۷-۲۳۶ والبحر الرائق ج ۵ ص ۴۲-۴۳

۱۳ ایضاً